TQ Lesson 212 Surah Luqman 1-11 tafsir1

سورت لقمان مکی سورت ہے اس کے 4 رکوع اور 34 آیات ہیں اس کا نام حضرت لقمان علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا ہے اور لقمان حکیم جنہوں نے اپنے بیٹے کو کچھ نصیحتیں کی تھیں ان کا ذکر اس سورت کے دوسرے رکوع میں ہمیں ملتا ہے ۔ موضوع اور مضمون کے لحاظ سے اس سورت میں اللّٰہ تعالیٰ نے توحید کی صداقت پر دلائل دیئے ہیں اور شرک کو رد کیا ہے۔ اس کا زمانہ نزول بھی اس دور سے متعلق ہے جب مکہ والے اسلامی دعوت کو دبانے اور روکنے کی کوشش تو کر رہے تھے لیکن ابھی طوفانِ مخالفت نے پوری شدت اختیار نہیں کی تھی اس میں کسی شدید مخالفت کا نشان نہیں ملتا اس سورت کو آپ پڑھیں گی تو آپ کو اس بات کا اندازہ ہوگا گو کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ہو رہا تھا۔ اس کا ایک اور قرآنی نام بھی ہے جیسے سورت الروم کا تھا اور سورت الروم سے پہلے کونسی سورت آپ نے پڑھی سورت العنکبوت تو ان دونوں کا قرآنی نام **الٓمٓ** تھا تو یہ بھی **(ا ل م)**سے شروع ہوتی ہے

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

آیت نمبر 1. الٓمٓ

ترجمہ۔ الف لام میم

(ا ل م) حروف مقطعات ہیں اور یہ ہمیں کہاں ملتے ہیں قرآن مجید میں سورتوں کے آغاز میں اور ان کے معنی، ان کا مدعا، ان کی مراد کا علم صرف اللّٰہ تعالی کو ہے بعض مفسرین نے حروف مقطعات کے دو اہم فوائد بیان کیے ہیں (معنی تو اللّٰہ ہی جانتا ہے) ایک یہ ہے کہ قرآن اسی قسم کے حروف مقطعات سے ترتیب و تالیف ہوتا ہے جو حروف سورتوں کے شروع میں نمونے کے طور پر آئے ہیں انھی سے قرآن بنا ہے۔ اہل مکہ یہ حروف تو جانتے تھے لیکن حروف جاننے کے باوجود قرآن جیسی تالیف اور اس کی مثل پیش کرنے سے وہ عاجز آگئے اور دوسری دلیل کیا ہے کہ ان حروف مقطعات کا یہ فائدہ ہے کہ یہ قرآن اللّٰہ ہی کا نازل کردہ ہے اور پیغمبر پر جو نازل ہوا ہے وہ بھی سچےرسول ہیں اور آپ جو شریعت لے کر آئے وہ بھی صحیح ہے اور واقعی انسان کو اس کی ضرورت ہے اس کی تکمیل اسی شریعت سے ہوتی ہے گویا کہ قرآن ، پیغمبر اور انسان کی فطرت پر یہ حروف دلالت کرتے ہیں تو بہرحال (ا ل م) حروف مقطعات ہیں جن کے معنی اللّٰہ ہی بہتر جانتا ہے اور الم اس سورت کا قرآنی نام بھی ہے۔

آیت نمبر 2. تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْحَكِيمِ

ترجمہ۔ یہ کتاب حکیم کی آیات ہیں

تِلْكَ یہ ، یہاں پر **تِلْكَ** کیوں آیا ہے یہ اشارہ ہے اور اشارہ قریب کی بجائے اشارہ بعید استعمال کیا گیا **هَٰذِهِ** بھی تو آ سکتا تھا نا لیکن **تِلْكَ** آیا تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی عظمت کے اظہار کے لئے آیا ہے کہ اللّٰہ رب العزت نے اشارہ قریب کی بجائے اشارہ بعید یہاں پر استعمال کیا ہے **ءَايَٰتُ** آیت کی جمع ہے قرآن کریم کی آیتوں کی طرف اشارہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سورت کی آیتیں بھی ہو سکتی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ پورے قرآن کی آیتیں ہیں **تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ** الکتاب ، تو سورت بھی لکھی ہوئی ہے اور پورا قرآن بھی لکھا ہوا ہے ایک ہی بات ہے ایک جز ہے اور ایک کل ہے اور الف

لام (ا ل) نے اس کو خاص معنی دے دیئے خاص کتاب ہے اور **ٱلْكِتَٰبِ** کی دوسری صفت کیا بتائی گئی **ٱلْحَكِيمِ** حکمت والی ، حکیم کے تین معنی ہیں اور پہلے اس کے معنی کیا ہیں کہ قرآن حکمتوں سے بھری ہوئی کتاب ہے۔ معمولی کتاب نہیں ہے پورا کا پورا قرآن مجید حکمتوں سے بھرا ہوا ہے دوسرے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید محکم کتاب ہے قرآن کے جو احکامات ہیں یہ محکم ہیں مضبوط ہیں گویا کہ قیامت تک کوئی کتاب قرآن مجید کو منسوخ نہیں کر سکتی اتنے مضبوط، اتنے بہترین، اتنے اچھے احکامات قرآن مجید کے اندر اللہ رب العزت نے بیان کیے ہیں تو یہ جو احکامات ہیں یہ محکم ہیں تیسرے اس کے معنی کیا ہیں کہ قرآن ایسی محکم کتاب ہے ایسی مضبوط کتاب ہے کہ ہر قسم کے نقص و خلل سے پاک ہے اس کے اندر کوئی تضاد نہیں ہے یہ بالکل پاک ہے۔ اچھا آپ جب پڑھتی ہیں کہ اس کے دو معنی ہیں اس کے تین معنی ہیں اس کا ایک معنی ہے کسی کا ایک ہوتا ہے کسی کے زیادہ ہوتے ہیں ۔میں نے آپ کو پہلے بھی ایک دن بتایا تھا کہ کیسے معنی زیادہ ہو جاتے ہیں ؟ عین کلمہ کی حرکت کے فرق سے معنی میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے یا پھر **"مصدر"** کے فرق سے ، مثلاً آپ دیکھیں حَكَمَ یحــكَمُ حُكْمٌ حکومت ،فیصلہ کرنا، حکم دینا اگر آپ یہ اس کا مصدر لیتی ہیں تو پھر کیا ہے کہ اس کے جو احکامات ہیں وہ محکم ہیں فیصلہ کن ہیں اور اگر آپ کہتی ہیں کہ **حَكَمَ يَحكَمُ حِكمَةً** تو دانا ہیں،حکمت والے ہیں، دور اندیشی والے ہیں ، بہرحال اب اس کو آپ اکٹھا کر کے دیکھیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس کتاب کے اندر جو آیات ہیں وہ حکمت والی ہیں محکم ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید لوگوں کے لئے زحمت نہیں رحمت بن کر آیا ہے یہ حکمت ہے اس کی تمام آیات حکیمانہ ہیں ہم کہتے ہیں نا فلاں بڑا حکیم ہے فلاں بڑا اچھا ہے تو اب اللہ تعالی قرآن مجید کا تعارف کروا رہے ہیں بڑے خوبصورت انداز میں کہ قرآن مجید سراسر حکمت ہے اور اس کے جو احکامات ہیں وہ فیصلہ کن ہیں محکم ہیں کوئی اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی کیونکہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ نے جب قرآن کو پیش کیا جب علم وعقل، حکمت اور دانائی کی باتیں پیش کیں تو اہل مکہ کے لئے یہ چیز بڑی عجیب تھی رسول اللہ ﷺ کا انکار کرتے ، قرآن کا انکار کرتے، قرآن میں جو درج شدہ باتیں تھیں ان کا وہ انکار کرتے تھے تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ تم اس کو معمولی چیز سمجھتے ہو یہ کوئی معمولی نہیں ہے **تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْحَكِيمِ** یہ کتابِ حکیم کی آیات ہیں

آیت نمبر 3۔ هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِينَ
ترجمہ۔ ہدایت اور رحمت نیکو کار لوگوں کے لئے

هُدًى ، یہ نہیں کہا کہ اس میں ہدایت ہے بلکہ قرآن کو ہی **هُدًى** کہہ دیا کہ یہ ہدایت ہے۔ یہ ایک فرق ہوتا ہے کہ کسی چیز میں اس چیز کا ہونا یا کسی چیز کو وہی نام دے دیا جائے کہ وہ کل کا کل ہی **هُدًى** ہے اس طرح معنی میں زیادہ وسعت پائی جاتی ہے(یعنی کوئی حسین ہے یا پھر وہ ہی حُسن ہے) قرآن مجید کی آیات **هُدًى** ہیں وہ ہدایت ہیں وہ رہنمائی کرنے والی ہیں رہنمائی کس طرح کریں گی ؟ کہ زندگی کس طرح سے گزاری جائے زندگی کے طور طریقے کیا ہوں اب آپ دیکھیں کہ انسان دنیا میں آیا تو وہ رہنمائی کا محتاج تو ہے تو اب بتایا جارہا ہے کہ قرآن مجید یہ انسانوں کی ہدایت کے لئے بھی آیا ہے اور جنوں کی ہدایت کے لئے بھی آیا ہے مثلاً کوئی ادارہ ہے تو اس کا تعارف کروایا جائے کہ یہاں سے سند ملتی ہے ڈاکٹری کی، انجینرنگ کی ،یا کمپیوٹر سائنس کی تو اس ادارے کا نام ہی رکھ دیا جائے یہ مستقبل ہے یہ جو ادارہ ہے یہ تو دولت ہے تو اس کا مطلب ہے یہاں سے جو ڈگری ملے گی اس سے یہ سب چیزیں خود بخود مل جائیں گی تو اب کیا ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ اس بات پر سوچنے لگتے ہیں کہ

کیا اس ادارے کے اندر مجھے بھی داخلہ مل سکتا ہے؟ کیا میں بھی اس میں جا سکتی ہوں؟ کیا یہ سند میں بھی لے سکتی ہوں؟ یا آپ یہاں کینیڈا ، امریکہ ، برطانیہ ، آسٹریلیا جو بھی باہر کے ممالک ہیں انکے گرین کارڈ یا پاسپورٹ کو دیکھ لیں کہ انسان جو پریشان حال ہے مستقبل کے لئے، ڈالر کے لئے، مرتبے کے لئے یہاں نا بھی رہنا چاہے تو بھی کچھ لوگ سٹیٹس سمبل کے طور پر اس کو استعمال کرتے ہیں کہ کل کو بیٹوں کے رشتے بڑے اچھے ہو جائیں گے اور کل ہمارے پاس ایک اختیار رہے گا کہ چلو ہمارے پاس یا ہمارے بچوں کے پاس یہ پاسپورٹ ہیں تو ذرا بات بن جاتی ہے اور جن کے پاس نہیں ہوتی تو سوچتے ہیں کہ ہمیں کیسے یہ چیز مل سکتی ہے تو یہاں پہ کیا کہا جا رہا ہے **هُدًى** اس سے ہدایت مل سکتی ہے رہنمائی مل سکتی ہے۔ کس چیز کی ہدایت دنیا کی بھی اور آخرت کی بھی کہ دنیا میں کیسے رہا جائے اور آخرت میں کیسے جینا ہے سورت الفاتحہ میں کیا دعا کی تھی **اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** سیدھا راستہ دکھا دیجئے، ہمیں سیدھا راستہ بتا دیجئے، ہماری رہنمائی کیجیے اور اللہ تعالی نے کیا کہا **ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (2**- سورت البقرہ) کی ابتدا اور سورت لقمان کی ابتدا ملتی جلتی ہیں پھر قرآن مجید کی جو تیسری صفت بتائی گئی **وَرَحْمَةً** اور یہ رحمت ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالی اعلان کر رہے ہیں کہ اے میرے بندو ،میری کتاب تو سراسررحمت ہے اور جو لوگ اس کتاب پر چلیں گے تو ان کی زندگی میں رحمتیں ان کی منتظر ہوں گی۔ تو قرآن مجید جس ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو وہ صرف دنیا ہی کی رہنمائی نہیں ہے وہ اخروی کامیابی کی بھی ضمانت دیتا ہے اس میں حقوق اللہ بھی ادا ہوتے ہیں حقوق العباد بھی ادا ہوتے ہیں اس میں مرد اور عورت دونوں کو تحفظ دیا گیا ہے۔ مکی دور میں عورتوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کی جاتی تھی یا پھر یہ کہ بیٹیوں کے حقوق ادا نہیں کیے جاتے تھے۔ **وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ (8)** جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا**بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ** (8,9-سورت التکویر) کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی ۔ تو قرآن پرمعاشرہ چلے گا تو عورت کو بھی عزت ملے گی گویا کہ قرآن مجید مرد کو بھی تحفظ دیتا ہے عورت کو بھی ، ایک توازن ہے ایک اعتدال ہے ایک رحمت ہے ہر ایک کے حقوق اور ایک کمرے کے اندر میاں بیوی کیسے رہیں کمرے سے لے کر حکومت کے تخت تک عائلی زندگی سے لے کر بین الاقوامی تعلقات خارجہ پالیسی ہر ایک کی رہنمائی کرتا ہے اور انسانی عقلیں ہزاروں لاکھوں کروڑوں کیوں نہ ہوں وہ بھٹکتی پھر رہی ہیں اور ان کو اعتدال نہیں ملتا لیکن یہ اللہ کی انتہائی رحمت اور مہربانی ہے کہ اس نے وحی کے ذریعے انسانوں کو مفت میں ایسے طریقے بتا دئیے جو انسان کے لئے بہتر ہیں۔ قرآن جب نازل ہوا تو مکی دور تھا ایسا نہیں تھا کہ قرآن سے لوگ مشکلات میں پڑ جائیں گے جیسے لوگ قرآنی کلاسوں میں آنا نہیں چاہتے کہ پھر پتہ چل جائے گا اور پھر عمل کرنا پڑے گا۔تو کیا پتہ نہیں چلے گا تو کیا پوچھ نہیں ہوگی بلکہ ضرور پوچھا جائے گا کہ **مَا دِينُكَ**؟ تمہارا دین کون سا تھا؟ **وَمَنْ نَبِيُّكَ**؟ تمہارا رسول کون تھا؟ **مَنْ رَبُّكَ**؟ تمہارا رب کون تھا؟ اور پھر **مَا كِتَابُكَ**؟ تمہاری کتاب کیا تھی یہ تو اللہ ضرور پوچھے گا

تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْحَكِيمِ (). هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِينَ ()

گویا کہ وہ کتاب جس کی آیات اتنی خوبصورت ہیں **ٱلْحَكِيمِ** حکمت سے مالا مال ہیں حکمت سے مراد کہ یہ کوئلے نہیں ہیں یہ ہیرے جواہرات ہیں جو اس کی آیات ہیں روشنی دینے والی ،**هُدًى** ہدایت دینے والی اور **وَرَحْمَةً** اور رحمت ہی رحمت ہیں **عَلَّمَ الْقُرْآنَ (2)**. سورت یونس میں بھی اللہ نے اعلان کیا کہ رسول جب آیا تو کتاب لے کر آیا اور کتاب کی صفات کیسی تھیں **يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ (** 57- سورت یونس) لوگوں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں

ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے۔ تو یہاں اس کی تین صفات بیان کی ہیں پھر اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کو ہر کوئی نہیں پا سکتا، ہر کوئی قرآن سے مستفید نہیں ہو سکتا اسکے لئے کچھ شرائط ہیں کون لوگ قرآن کو سیکھ سکتے ہیں **لِّلْمُحْسِنِينَ** وہ لوگ جومحسنین ہیں۔ **محسنین** محسن کی جمع ہے **(ح س ن)**حسن سے ہے۔ اسکے ایک معنی ہیں احسان کرنے والا والدین، رشتے دار، جو ضرورتمند ہیں تو ان کے ساتھ معمولی درجے کی نیکی نہیں کرنی بلکہ احسان کے درجے کی نیکی کرنے والا ہی محسن ہے گویا کہ نیکیاں جب کی جائیں تو اس کے اعلی معیار کو برقرار رکھا جائے دوسرے اس کے معنی ہیں وہ نیکیاں کرتا ہے اور برائیوں سے دور رہتا ہے محسن کہتے ہیں نیکو کار کو گویا کہ نیکیاں ہی نیکیاں اس کی زندگی کی روش ہوتی ہیں اس کے عملوں کی پہچان ہوتی ہیں برائیاں کرنا اس کا کام نہیں ہوتا۔ وہ کوئی اور ہی ہوتے ہیں جو کہ برائیاں کرتے ہیں اور آپ نے حدیث جبرائیل میں احسان کی تعریف پڑھی تھی کہ جب نیکی کی جائے تو کیسے نیکی کی جائے اس طرح سے نیکی کی جائے گویا کہ انسان اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر اس کو یہ دولت نصیب نہ ہو سکے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے وہ اس کیفیت پر نہ ہو تو کم از کم یہ تو ہو کہ گویا کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے تو اب یہاں پر بھی جو بات بتائی جا رہی ہے کہ اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ وہ لوگ محسنین ہیں احسان کے درجے کی نیکی کرنے والے ہیں۔ اگر یہ کیفیت جس کو نصیب ہو جائے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں یا میں اللہ کو دیکھ رہی ہوں بڑی بات ہے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ کیفیت کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اگر یہ توفیق نصیب ہو جائے تو اس کی زندگی کے دھاروں کا رخ بدل جائے اس کی سوچوں کا محور بدل جائے اس کے عملوں کا انداز اور طور طریقے تبدیل ہو جائیں کیونکہ اللہ کو محسوس کرنا کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ یہاں پہ محسنین کی بات کی گئی ہے سورت البقرہ میں آپ نے متقین کے بارے میں یہ بات پڑھی تھی تو اصل میں جو محسن ہوتا ہے وہی متقی ہوتا ہے جو متقی ہوتا ہے تو در حقیقت وہی محسن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **لِّلْمُحْسِنِينَ** احسان کرنے والے

آیت نمبر 4۔ ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُم بِٱلْـَٔاخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ
ترجمہ۔ جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں

ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں **وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ** اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں **وَهُم بِٱلْـَٔاخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ** اور یہی لوگ ہیں جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر محسنین کا جو مزید تعارف کروایا جا رہا ہے تو تین خصوصی صفات کا ذکر کیا گیا نماز، زکوٰۃ اور اس کے ساتھ آخرت پر ایمان اور سورت البقرہ میں یہی تین صفات بتائی گئیں اور وہ متقین کی بتائی گئیں آپ سورت البقرہ آیت نمبر3 اور 4 کو دیکھئے **الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (3) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (3,4**۔ سورت البقرہ) اور بھی صفات ہیں لیکن خاص طور پر تین صفات تو مقصد کیا ہے ؟کہ تین صفات کی اہمیت اور عظمت کو بیان کرنا اور یہ بات کہ ان تین صفات کے بغیر صفتِ احسان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شخص یہ سمجھے کہ میں نماز نہیں پڑھتی لیکن میں محسنہ ہوں میں متقی ہوں میں زکوٰۃ تو دیتی نہیں لیکن میں احسان کے درجے پر قائم ہوں میں آخرت پر یقین نہیں رکھتی اور اس کے بعد وہ سوچے کہ میں تو ہوں راہ راست پر تو یہاں پر اللہ رب العزت نے تین صفات نماز، زکوٰۃ اور آخرت پر یقین ان کو خاص طور پر بیان کر کے کیا بات کہی کہ یہ تینوں نہایت اہم صفات ہیں اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن کے اندر یہ تین صفات ہوں گی بس وہ ہی نیکوکار ہوں گے بلکہ اس کےمعنی یہ ہیں کہ

دراصل پہلے کہا گیا کہ نیکوکار کی یہ صفات ہیں اور پھر اس کے بعد یہاں پر اللہ تعالی نے کہا کہ ان کو نیک بننا ہے ساری صفات اپنانی ہیں اور یہ تین صفات یہی بنیادی صفات ہیں ساری نیکیوں کی یہ بنیاد ہیں ساری نیکیوں کا دارو مدار ان تین صفات پر ہے مثلاً دیکھیں جب انسان نماز قائم کرتا ہے تو خدا پرستی مستقل اس کی عادت بن جاتی ہے نماز پڑھنے والا جب دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو پھر وہ کیا سوچتا ہے کہ میں نے ابھی اللہ سےکیا وعدے کیے کیا باتیں کی تھیں تو پھر وہ ڈرتا ہے خدا ترسی اس کی روش بن جاتی ہے جو لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں تو زکوٰۃ دینے سے کیا ہوتا ہے؟ زکوٰۃ دینا تو ایک شعار ہے۔ لیکن زکوٰۃ سے تربیت کیا ہوتی ہے؟ ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ایثار اور قربانی کا جذبہ انسان کے اندر مستحکم ہوجاتا ہے۔ پھر وہ بندہ کیا کرتا ہے قربانی اور ایثار کی اس کو عادت پڑ جاتی ہے اور اس کا فائدہ کیا ہوتا ہے؟ زکوۃ سے کہ دنیا کی محبت، متاع دنیا دبتی ہے اور رضائے الٰہی کی طلب اُبھرتی ہے۔ زکوٰۃ دینے والا پھر دنیا کا حریص بن کر نہیں جیتا بلکہ وہ دنیا کی بجائے آخرت کی تیاری کرتا ہے۔ وہ نفع نقصان دیکھتے ہوئے نیکی نہی کرتا مثلاً کسی کو تحفہ دے رہا ہے تو یہ نہیں سوچتا کہ میں نے اس کو اگر آج 100 ڈالر دیئے تو کل یہ مجھے 200 ڈالر دے گا آج میں نے اس سوداسلف لا کر دیا تو کل یہ مجھے سودا لاکر دےگا بلکہ وہ کیا کرتا ہے **يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ** اللہ کا چہرہ اللہ کی رضا اس کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے وہ **وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ** اور تیسری صفت **وَهُم بِٱلْـَٔاخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ** کہ وہ آخرت پر جو یقین رکھتے ہیں تو آخرت پر یقین رکھنا انسان کے اندر کیا صفت پیدا کرتا ہے ؟انسان کے اندر احساسِ ذمہ داری پیدا کرتا ہے۔ پھر انسان جانور کی طرح نہیں جیتا جو ادھر اُدھر پھرے جس کو باندھا نہ گیا ہو۔ انسان سوچتا ہے کہ میں اس کائنات کے اندر خود مختار نہیں ہوں میں آقا کا بندہ ہوں اور مجھے اپنے مالک کو خوش کرنے کے لئے حسنِ عمل کرنا ہے کہ میں مالک کے سامنے جوابدہ ہوں اب یہ جو تین صفات ادا کرتے ہیں ایسے نہیں ہوتے کہ بس ان سے بھولے سے نیکیاں ہو جاتی ہیں بلکہ نیکیاں کرنا مستقل ان کی عادت بن جاتی ہے اخلاق، کردار کے اندر ایک انقلاب پیدا ہو گیا اگر کبھی ان سے گناہ ہو تو غلطی سے ہوتا ہے جان بوجھ کر نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اعلان کر رہے ہیں **وَهُم بِٱلْـَٔاخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ** یہ نہیں کہا کہ **هُمْ يُؤمَنُونَ** یہ بھی تو ہوسکتا تھا ایمان کا اگلا درجہ ہے **يُوقِنُونَ** کہ پھر ایمان ان کے دل کی ٹھنڈک بن جاتا ہے ایقان کے اوپر وہ قائم ہوتے ہیں۔ نیکیاں کر کے ان کی روح کو سکون ملتا ہے بعض اوقات آپ نے نماز نہیں پڑھی آپ بستر پر لیٹ گئ لیکن آپ کے اندر ایک تبدیلی ہے آپ کو نیند نہیں آتی جب تک آپ نماز نہیں پڑھتی ہیں آپ کہتی ہیں چلو میں تھکی ہوئی ہوں ابھی تھوڑی دیر آرام کر لوں پھر پڑھ لوں گی لیکن نیند نہیں آتی۔ ایک فکر لگی ہے کہ پتہ نہیں قضاء نہ ہو جائے تو اب کیا ہے کہ نماز آپ پڑھتی ہیں آپ کو بڑا سکون ملتا ہے اب کاموں میں دل لگتا ہے بعض اوقات نماز کو دیر ہو رہی ہوتی ہے اور آپ کھانا کھانے لگے ہیں بھوک بہت لگی ہوئی ہے اور اجازت ہے کہ اگر آپ کھانا کھا رہے ہیں اب نماز کا وقت ہو گیا تو آپ کھانا مکمل کر لیں اور پھر نماز پڑھیں اگر آپ کو رفع حاجت کی ضرورت ہے تو نماز پڑھنے سے پہلے آپ اپنی رفع حاجت دور کر لیں تاکہ نماز پڑھتے وقت نہ کھانا یاد آئے اور نہ ہی رفع حاجت آپ کو تنگ کریں تو آپ پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز کو ادا کرسکیں تو پھر اصل بات کیا ہوتی ہے کہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو حادثاتی طور پر نہیں بلکہ نیکیاں کرنا ان کی عادت اور ان کا مزاج بن جاتا ہے یہ بڑے ہی بہترین لوگ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اعلان کر رہے ہیں

آیت نمبر 5۔ أُوْلَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ

ترجمہ:یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے راہِ راست پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ آؤ میں تمہیں بتاؤں کون سے لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں یہی لوگ ہیں **أُولَٰٓئِكَ** یہ ہیں وہ لوگ **عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ** ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اب یہاں پر **رَّبِّهِمْ** کی شرط ہے مثلاً آپ دیکھیں کہ کوئی جا رہا ہے اور ہو سکتا ہے وہ غلط راستے پر جا رہا ہو لیکن لوگ کہہ رہے ہیں کہ نہیں تم ٹھیک جا رہے ہو اس کو غلط راستہ کسی نے بتا دیا اور یا ماں باپ نے بچوں کو سکول میں داخل کروایا بچے پریڈ چھوڑ رہے ہیں غلط صحبت میں پڑھ گئے ہیں نشہ گھومنا پھرنا اور پھر وہ گھر آ جاتے ہیں دوست کہتے ہیں تم بالکل ٹھیک کام کر رہے ہو یہی دن ہیں یہی مزے کرنے کے تمہارے والدین نہ کھیلنے دیتے ہیں ہر وقت پڑھائی پڑھائی یہ بھی کوئی زندگی ہے۔ وہ کہتے ہیں تم تو بڑے ٹھیک راستے پر ہو تو دنیا میں جو بھی طرزِ عمل ہے مثلاً کوئی حرام زندگی گزارتا ہے زنا کرتا ہے نکاح نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو آزاد کر کے گناہوں کی طرف جاتا ہے حلال پر قناعت نہیں کرتا کہ دولت ہی اتنی حرص ہے کہ حرام چوری ڈاکہ چوری رشوت سود ہر ذریعہ استعمال کرتا ہے لوگ کہتے ہیں یہی عقلمندی ہے کہ لوگ کہتے ہیں تم بہت صحیح کر رہے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نہیں وہ لوگ ٹھیک نہیں کہہ رہے۔اور جو دنیا کے لئے نہیں جو آخرت کے لئے جیتے ہیں جو لوگ اپنے مال میں سے دوسروں کو دیتے ہیں زکوٰۃ صدقات، خیرات اور جو پانچ وقت کی نماز قائم کرتے ہیں **أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ** یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں **وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ** اور یہ لوگ ہیں فلاح پانے والے سبحان اللہ اللہ کی طرف سے اعلان ہے کہ یہ ہیں میرے بندے میں نے ان پر مہر ثبت کر دی کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور یہ لوگ ہیں جو کہ فلاح پانے والے ہیں اب آپ دیکھ لیں کہ اگر انسان کسی ادارے میں داخلہ لینا چاہے اور میٹرک پاس نہیں کیا ہوا تو کالج میں داخلہ نہیں مل سکتا اگر آپ کالج پاس نہیں ہیں یونیورسٹی میں دخلہ نہیں مل سکتا تو یہ تین صفات اگر نہیں ہیں تو محسنین نہیں بن سکتے ، مفلحون نہیں بن سکتے فلاح نہیں مل سکتی رب کی رضا نہیں مل سکتی اور جنت نہیں مل سکتی تو اصل میں جب یہ آیتیں نازل ہوئیں اُس زمانے میں اہلِ مکہ اعلانیاں کہتے تھے کہ محمد ﷺ اور آپ کی دعوت جو لوگ قبول کر رہے ہیں وہ لوگ اپنی زندگی برباد کر رہے ہیں کہتے تھے یہ پاگل ہیں، دیوانے ہیں، مجنوں ہیں اپنا سب کچھ برباد کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے پورے زور کے ساتھ پورے حصر کے ساتھ کیا کہا **وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ** یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے آپ دیکھیں آیت نمبر چار میں جو آخری بات ہے۔ **(وَهُم بِٱلْـَٔاخِرَةِ يُوقِنُونَ)** یہ بھی ہو سکتا تھا لیکن **وَهُم بِٱلْـَٔاخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ** دو دفعہ **هُم** کس لئے آیا تاکید در تاکید کے معنی پیدا کرنے کے لئے یہی ہیں اصل میں جو کامیاب ہونے والے ہیں پھر **وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ** یہی ہیں جو کہ فلاح پانے والے ہیں اور فلاح کے اندر چیرنا پھاڑنا اور بقا کے معنی پائے جاتے ہیں تو ایسی ان کو کامیابی ملے گی یہ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔ کوئی الفلاح نام رکھتا ہے کوئی الھدیٰ نام رکھتا ہے کوئی دار الایمان نام رکھتا ہے کوئی دار الفرقان نام رکھتا ہے تو لوگ بڑے خوبصورت اور اچھے اچھے نام رکھتے ہیں آئیے میں اور آپ اپنا یہ نام رکھ لیں آئیے میں اور آپ آخرت کی اس طرح سے تیاری کریں۔ اب آپ دیکھئے کہ مکی دور ہے اور اہل مکہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بدنصیب لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ اعلان کر رہے ہیں کہ یہ خوش نصیب لوگ ہیں اور آج بھی دنیا میں ایسا ہی ہے جو نماز پڑھتا ہے الحمدللہ سبحان اللہ بات بات پر اللہ کا ذکر کرتا ہے حلال ذرائع اختیار کرتا ہے اور عورتیں ہیں تو حجاب میں جلباب میں ہیں مرد ہیں تو ان کے چہرے (سنت نبوی)داڑھی سے مزین ہیں تو اب کیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی نہ کٹوائی تو کوئی لڑکی شادی نہیں کرے گی اور اگر جلباب نہ اتارا تو کہیں سے رشتہ نہیں ملے گا اور اس طرح تو آپ کی زندگیاں برباد ہو جائیں گی، حلال حلال کرتے رہو گے تمہاری تجارت کبھی نہیں چلے گی تو زندگیاں برباد ہو جائیں گی۔ کیا مجھے اور

آپ کو اس بات پر یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں **وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ** کہ فلاح پانے والے یہ ہیں آپ سوچیں سچ سچ اس بات کا جواب دیں۔ دل کی صداقت کے ساتھ اپنے عملوں کی گواہی کے ساتھ اس بات کا جواب دیں کہ ہاں جو اللہ کے راستے پر چلنے والے ہیں قرآن کے اوپر چلنے والے وہ ہی فلاح پانے والے ہیں میں بھی کہوں دنیا کہے یا نہ کہے اور اگر اس بات پر واقعی یقین ہے تو پھر عمل اس کے مطابق وہ ہونا چاہئے پھر اس کے بعد آیت نمبر 6 جو ہے اس میں بڑا ہی اہم مضمون بیان ہوا ہے اور اللہ رب العزت اعلان کرتے ہیں

آیت نمبر 6۔ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشْتَرِى لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ

ترجمہ۔ اور انسانوں ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کلام دلفریب خرید کر لاتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے علم کے بغیر بھٹکا دے اور اس راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا دے ایسے لوگوں کے لئے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے

اور بتاتے ہیں کہ ایک طرف ہے قرآن اور دوسری طرف ہے **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** ایک طرف ہے ایمان اور دوسری طرف ہے کفر اور کفر کی جو زندگی ہے اس کے لوازمات اب وہ کیا ہے؟ ایک طرف رسول اللہ ﷺ قرآن لے کر آئے اور لوگ محسنین بن گئے اور مفلحون بن گئے کیونکہ اس راستے پر چلنے لگے تھے۔ لیکن مکہ ہی میں ایسے بھی حالات تھے کہ لوگ کچھ اور ہی چیزوں میں مصروف تھے کیا کہا **وَمِنَ ٱلنَّاسِ** اور لوگوں میں سے اب **وَ ٱلنَّاسِ** نہیں کہا بلکہ کہا **وَمِنَ ٱلنَّاسِ** اور لوگوں میں سے کون ہے **مَن يَشْتَرِى** جو خرید کرلاتا ہے اب **(ش ی ر)** اس کی خاص بات کیا ہے ذوی الاضداد ہے خریدنے بیچنے دونوں کے لئے یہ استعمال کیا جاتا ہے لیکن **اِشْتَرَا** الفاظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے تو **اِشْتَرَا** کے معنی کیا ہے ترجیح دینے کا مفہوم پیدا ہو گیا اور ترجیح کیا دی؟ کہ کسی چیز کو آپ جب خرید کرلاتے ہیں تو آپ اس کو اہمیت دیتے ہیں ، ترجیح دیتے ہیں کیونکہ آپ پیسے دے کر اپنا وقت لگا کر صلاحیتیں لگا کر قوتیں لگا کر خرید کر اپنے پاس لے آئے **وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشْتَرِى** اور افسوس کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو خرید کرلاتا ہے کیا **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** کلامِ دلفریب لَغْو بَاتوں کو بےہودہ باتوں کو خرید کرلاتا ہے اس کا مقصد کیا ہے خرید کرلانے کا؟ مفت نہیں ملتا۔ مقصد کیا ہے ؟وہ کیوں ایسا کرتا ہے؟ اس کے پیچھے وجہ کیا ہے؟ **لِيُضِلَّ**ۚ تاکہ وہ گمراہ کر دے تاکہ وہ بہکا دے کس کو بہکائے؟ کہاں سے بہکائے؟ **عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ** اللہ کے راستے سے ،یہ جو قرآن کا راستہ ہے، ہدایت کا راستہ **ھدیً** اس سے وہ بہکا دے اور کیسے بہکائے **بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا** اور وہ بنا ڈالے اور وہ اڑا دیں **"هَا"** کی ضمیر صراط مستقیم کی طرف آئی ہے ھدًی کے لئے آئی ہے **سَبِيلِ ٱللَّهِ** کے لئے آئی ہے **وَيَتَّخِذَهَا** اور وہ اس کو بنا دے اللہ کے راستے کو مذاق اور مذاق کے لئے بھی قرآن میں الفاظ استعمال ہوئے مسخرا پن **تمسخر**بھی ہے اور **ھزوا** کا بھی ہے تو تمسخر کیا ہوتا ہے کسی کا علی اعلان مذاق کرنا جیسے لوگ نقلیں اتارتے ہیں لیکن یہ جو **ھزوا** ہوتا ہے اس کے اندر کیا بات پائی جاتی ہے اندرونی طور پر اس راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا دے **أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ** یہ ہیں وہ لوگ جن کے لئے عذاب ہے۔ اگر صرف عذاب بھی ہوتا تو بھی بہت تھا عذاب تو سزا کو کہتے ہیں اور جہنم عذاب سے بھری ہوئی ہے جہنم بڑی شدید چیز ہے اور وہ اعلان کرے گی **هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ**(30۔ سورت **ق**) "میں تو بھر گئی ہوں ابھی اور بھی ہیں" اور ایک کیا کہتے ہیں کہ **هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ** کے معنی یہ ہیں وہ کہے گی "اور لاؤ اور لاؤ" وہ بہت زیادہ غصے سے بپھری ہوئی ہوگی تو اللہ تعالی نے عذاب نہیں کہا **مُّهِينٌ** ان کے

لئے جو عذاب ہے **مُّهِينٌ** ہے رسوا کرنے والا ہے ان کو ذلیل کرنے والا ہے اور آپ دیکھیں ایک عذاب ہوتا ہے کہ کسی کو بس عذاب سزا دی جائے مثلاً کسی نے پرچہ نہیں دیا یا دیر سے دیا اُس کے کچھ نمبر کاٹ لئے جائیں اور یہی ہے کہ اُس پر ایسا نشان لگا دیا جائے کہ یہ ہیں وہ لوگ جو دیر سے دیتے ہیں یا دیتے ہی نہیں ہیں جس کو سارے لوگ دیکھیں۔ رسوا کرنے والا عذاب تو یہاں پہ جو **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** خرید کرلاتا ہے اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو بغیر علم کے، بغیر دلیل کے، بغیر کسی حقیقت کے بھٹکا دیتا ہے اور اللہ کے راستے کامذاق کرتا ہے ، اللہ کے رسول کی دعوت کو مذاق میں اڑاتا ہے ،قرآن کا مذاق کرتا ہے ،رسول کا مذاق کرتا ہے اُس کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے اُس کی یہاں پہ نشاندہی کی گئی ہے تو آئیے دیکھتے ہیں لہو الحدیث کیا ہے جس کے لئے یہاں پر اللہ تعالیٰ کا اتنا سخت انداز ہے اِس کے بارے میں ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ مثلا **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ۔ لَهْوَ (ل ہ و)** کسے کہتے ہیں؟ آپ **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** کی تعریف نوٹ کر لیں "ہر وہ بات، شغل یا کھیل یا تفریح جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کردے۔ تو اب آپ دیکھیں کہ **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** سے مراد کیا ہے مثلاً امام قرطبی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** سے مراد گانا اور موسیقی ہے۔ صحابہ اور تابعین کا بھی یہی قول ہے پھر امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے **الادب المفرد** میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** سے مراد ہر ناحق بات ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر کہا کہ **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** سے مراد گانا ہے پھر آپ دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حالات کیا تھے؟ کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کی دعوت مکہ میں پھیلتی جا رہی ہے اور لوگ دین کو قبول کرتے جا رہے ہیں تو کہتے ہیں کہ نظر بن حارث نے قریش کے لوگوں سے کہا کہ جس طرح تم اس شخص کا مقابلہ کر رہے ہو اس سے کام نہیں چلے گا یہ شخص تمہارے درمیان بچپن سے ادھیڑ عمر کو پہنچا ہے آج تک یہ اپنے اخلاق میں تمہارے لوگوں میں تم سب سے بہتر آدمی تھا سب سے زیادہ سچا اور سب سے بڑھ کر امانت دار تھا اب تم کہتے ہو کہ وہ کاہن ہے ساحر ہے شاعر ہے مجنوں ہے آخر ان باتوں پر کون یقین کرے گا کیا لوگ ساحروں کو نہیں جانتے کہ وہ کس قسم کی جھاڑ پھونک کرتے ہیں کیا لوگوں کو نہیں معلوم کہ کاہن کس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں کیسی باتیں بنایا کرتے ہیں کیا لوگ شعر و شاعری کی حقیقت سے ناواقف ہیں؟ کیا لوگوں کو جنون کی کیفیات کا علم نہیں ہے؟ ان الزامات میں آخر کون سا الزام ایسا ہے جو محمد ﷺ پر چسپا کر کے تم عوام کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور پھر ان کو دعوت قبول کرنے سے روک سکو گے۔ خیر میں اس کا علاج کرتا ہوں اس کے بعد وہ مکہ سے عراق گیا اور وہاں سے شاہان عجم(عرب کے سو باقی دنیا کے بادشاہ) اور رستم اور اسفندیار کی داستانیں لاکر اس نے قصہ گوئی کی محفلیں بھرپا کرنی شروع کیں اور وہ محفلیں منقعد کرنے کا مقصد کیا تھا؟ تاکہ لوگوں کی توجہ قرآن سے ہٹے اور وہ ان کہانیوں میں کھو جائیں۔ (یہ بات سیرت ابن ہشام میں ہے) تو نظر بن حارث کہتے ہیں عراق شام گیا اور قیصر و کسریٰ کی کہانیوں والی کتابیں لے کر آیا اور کفار قریش کو سنا کر قرآن سے دور رکھنے کی کوشش کرتا تھا تو بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت نظر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اب آپ دیکھ لیجئے کہ آپ نے یہ بھی پڑھ لیا کہ **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** کی تعریف کیا ہے اب آپ اس میں حدیث کا مفہوم بھی سن لیجئے۔ مفہوم **حدیث** ہے کہ حضرت ابو عمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا : **اللہ تعالیٰ** نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور میرے پروردگار عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجوں گاجوں، ساز و مضراب، بتوں، صلیبوں اور امر جاہلیت کو ختم کروں (مسند احمد مشکوۃ)- مفہوم **حدیث** آپ (ﷺ) نے فرمایا : گانا بجانا کرنے والی عورتوں کو نہ بیچو، نہ خریدو اور نہ انھیں یہ کام سکھلاؤ اور ان کی اجرت حرام ہے (ترمذی)-مفہوم **حدیث** حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے

ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کو، ریشم کو، شراب کو اور **معازف** یعنی آلات ساز و مضراب اور گانے بجانے کو حلال کرلیں گے(یہ بخاری کی روایت ہے)۔ ان چیزوں کو کیسے حلال کرلیں گے ان چیزوں کے دوسرے نام رکھ کر پھر انہیں وہ جائز بنا لیں گے تو اب آپ دیکھ لیجئے کہ ہمارے ہاں کیا حال ہے؟ کیسے حالات ہیں؟ پہلے کچھ ایسے حالات ہوتے تھے کہ گھر آتے تھے تو چلو کوئی گانا کسی نے سن لیا یا آپ نہیں بھی سننا چاہ رہے تو کسی بازار سے گزرے ہیں اور کسی نے دکان پر لگایا ہوا ہے آج بڑے ہیں یا چھوٹے ہیں اب تو کانوں کے اندر ہیڈ فون لگا ہوتا ہے اور انہوں نے اپنے ریکارڈر اور سی ڈی پلئر وغیرہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اس میں گانے وہ سننے ہیں۔ حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں "**لہوالحدیث** ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد سے ہٹانے والی ہو" اس میں ساری چیزیں آ جاتی ہیں۔ تو اب جو بات ہمارے لئے غور و فکر کی ہے اور سوچنے والی ہے وہ یہ ہے کہ ہم کس طرح سے اپنے آپ کو ان چیزوں سے بچائیں کیونکہ معاشرے میں یہ چیزیں بڑی اہم ہیں اب آپ دیکھیں(یہ مستدرک حاکم کی روایت ہے) مفہوم **حدیث** ہےکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا ہر لہو (کھیل) باطل ہے مگر تین چیزیں ایک یہ کہ تم تیر کمان سے کھیلو دوسرے اپنے گھوڑے کو سدھانے کیلئے کھیلو، تیسرے اپنی بیوی کے ساتھ کھیل کرو۔ "- یہ تین چیزیں ٹھیک ہیں باقی جو چیزیں ہیں وہ باطل ہیں اب اس کے معنی کیا ہیں کہ یہ چیزیں لہو میں داخل نہیں ہیں کیونکہ اگر کوئی بھی کام جو دنیا کے لئے کیا جائے یا بغیر مقصد کے کیا جائے تو وہ چیزیں پھر ناجائز ہو جاتی ہیں۔ اب یہاں پر جو بات بتائی جارہی ہے کہ وہ خرید کر لہو الحدیث لاتے ہیں اور آپ دیکھ لیجئے کہ موجودہ دور میں جو ہماری جوان نسل ہے جس میں بعض عورتیں اور مرد بھی شامل ہیں کیسے فحش ناول خریدے جاتے ہیں، پیسے دے کر گھروں میں ایسے رسائل لگوائے جاتے ہیں ایسے جنسی رسائل کہ عشق و عاشقی کی باتیں اور پھر وہ ماہانہ گھر آ جاتے ہیں (اور اس میں چیزیں پڑھ کر پھر بچے بھی عاشق و معشوق محبوب) بعض لڑکیاں گھروں سے نکل جاتی ہیں اور بعض لڑکے آوارہ ہو جاتے ہیں اور پھر لوگ برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسی طرح فلمیں ہیں ایک رقم ہے جو اس پر خرچ کی جاتی ہے پھر اسی طرح بعض شاعری کے جو مشاعرے ہوتے ہیں اس میں بھی **لہوالحدیث** والی باتیں ہوتی ہیں تو یہ ساری چیزیں ناجائز ہیں اور ساری چیزیں حرام ہیں بے شک کھیل ہیں بے شک کھانا ہے بے شک ایسی محفلیں ہیں کہ جس میں لوگ برائیوں میں مبتلا ہیں تو یہ ساری چیزیں کیا ہیں ؟ کہ ان سے اسلام منع کرتا ہے۔ اچھا اب آپ دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بہت ڈرانے والی ہے (ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا ہے) مفہوم **حدیث** حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- " میری امت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے ان کے سامنے معازف و مزامیر کے ساتھ عورتوں کا گانا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں خسف کر دے گا اور بعض کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دے گا "- پھر آپ دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے اور طبلہ وسارنگی کو حرام کیا ہے اور فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔ اچھا اس سے یہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ گانا حرام ہے قرآن مجید جامع الفاظ استعمال کرتا ہے اب آپ دیکھیں کہ قرآن میں آپ نےسورت المائدہ پڑھی اور آپ نے سورت الانعام پڑھی تو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کیا کہا؟ حلال چیزوں کی فہرست تو نہیں بتائی بلکہ حرام کی فہرست بتائی ہے حرام کی فہرست بتا کر کہا کہ باقی ساری چیزیں حلال ہیں جامع ایک اصول سامنے رکھ دیا اب اسی طرح نشہ کرنے والی چیزیں حرام ہیں **خمر** جو عقل کو ڈھانپ دے ہر نشہ آور چیز حرام ہو گئی اب اسی

طرح یہاں پہ **لہوالحدیث** کو کہہ دیا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے اور حدیث نے مزید اس کی وضاحت کر دی اب لہوالحدیث سے مراد گانا بجانا بھی ہے اس میں بھنگڑا بھی ہے اس میں فلمیں بھی ہیں اس میں ناول اور افسانے بھی ہیں اس میں ایسی دوستیاں بھی ہیں ایسے تمام مشاغل جو اللہ کی یاد سے غافل کر دیں اس میں ڈرامے بھی پھر آ جاتے ہیں بہت سی چیزیں اس میں آ جاتی ہیں بڑی وسیع بات ہے جو یہاں پر کی جا رہی ہے تو پھر اصل بات کیا ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالی کا جو کلام ہے اس پر ایمان لانا چاہئے اور جو غلط کام ہے اس سے ہم سب کو بچنا چاہئے اب آپ دیکھ لیں کہ ایک اور حدیث ہے اور اس **حدیث** کے مفہوم سے کیا پتہ چلتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جب مالِ غنیمت کو شخصی دولت بنا لیا جائے اور جب لوگوں کی امانت کو مالِ غنیمت سمجھ لیا جائے اور جب زکوۃ کو ایک تاوان سمجھا جانے لگے اور جب علمِ دین کو دنیا طلبی کے لئے سیکھا جانے لگے اور جب مرد اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے اور دوست کو اپنے قریب کرے اور باپ کو دور رکھے اور مسجدوں میں شور وغل ہونے لگے اور قبیلے کا سردار ان کا فاسق بدکار بن جائے اور جب قوم کا سردار ان میں ارزل بدترین آدمی ہو جائے اور جب شریر آدمیوں کی عزت ان کے شر کے خوف سے کی جانے لگے اور جب گانے والی عورتوں اور باجوں گاجوں کا رواج عام ہو جائے اور جب شرابیں پی جانے لگیں اور اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگے تو اس وقت تم انتظار کرو ایک سرخ آندھی کا اور زلزے کا اور زمین خسف ہو جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے کا اور قیامت کی ایسی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرےاس طرح آئیں گی جیسے کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جائے اور اس کے دانے بایک وقت بکھر جاتے ہیں"۔ تو یہ جو مختلف باتیں ہیں اس سے پھر کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ہمیں لہوالحدیث سے بچنا ہے اور آپ دیکھ لیں کہ آج کے اس موجودہ دور میں نام کیسے بدلا ہے کہ وہ عورتیں جو گانا گاتی ہیں اور ناچ گانے کا کام کرتی ہیں تو آج ناچ گانے کو فن کہہ دیا گیا ایک گانے والے کو فنکار کہا جاتا ہے اس کو گلوکار اور فلمی ستارے کہا جاتا ہے۔ ثقافتی سفیر ، ہماری تہذیب کی نمائندگی کرتے ہیں۔ تو کیسے کیسے مہذب خوشنما اور دل فریب ناموں سے ان کو پکارا جاتا ہے اور یہ ایک فن قرار دیا گیا ہے اور کالج سکول میں اس کی تعلیم دی جاتی ہے حتیٰ کہ پاکستان میں بھی تو یہ سب چیزیں کیا ہیں **مَن يَشْتَرِى لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ** بغیر علم کے لوگ گناہ خرید کر لوگوں کو بھٹکا رہے ہیں **وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ** اور اس راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا رہے ہیں **أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ** ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے، رسوا کرنے والا عذاب ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ ایک طرف قرآن کا علم اور دوسری طرف اہل مکہ کی ضد اور ہٹ دھرمی یہ ہے **بِغَيْرِ عِلْمٍ** کہ وہ لہوالحدیث جو کر رہے تھے کوئی علمی دلیل نہیں تھی ان کے پاس اور اتنے جاہل کہ سیدھی راہ اور ہدایت جیسی قیمتی چیز کے عوض وہ تباہ کن چیزیں لے رہے تھے تو ہمیں بھی غور کرنا چاہئے کہ ہمارے کلچر میں ہماری ثقافت میں جو بھی ایسی چیزیں ہیں جو لہوالحدیث کی تعریف میں آتی ہیں ہمارے شادی کی محفلیں ہیں خوشی کی محفلیں ہیں بچے کی پیدائش ہوئی ہے اگر ایسی چیزیں ہیں تو ہم ان سے دور رہیں جیسے میں جب چھوٹی سی تھی تو میں نے یہ سنا تھا اور عملی تجربہ ہوا کہ جس بارات کے ساتھ گانا بجانا ہوتا تھا ڈھول ڈھمکہ ہوتا تھا میرے دادا نہیں جاتے تھے تو مجھے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس میں حرج کیا ہے کہ خوشی بھی نہیں کرنے دیتے مجھے پتہ نہیں تھا لیکن وہ کہتے تھے کہ اگر گانا بجانا بینڈ باجا ساتھ جائے گا تو پھر میں اس بارات میں اس شادی میں شرکت ہی نہیں کروں گا اور ایک دادا نہیں ہمارے جو بزرگ تھے ان کے عملوں میں قرآن اور حدیث تھا حالانکہ ہو سکتا ہے قرآن حدیث کا اتنا زیادہ علم ان کے پاس نہ ہو جیسے آج علم بہت ہے لیکن عمل نہیں ہے ایمان بھی ہے نمازیں بھی ہیں حج اور زکوۃ بھی ہیں ظاہری طور پر ہم یہ عبادت یہ

سارے کام کر رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** میں بری طرح لوگ ملوث ہیں فلمیں دیکھنا اور خرید کر ٹکٹ بچوں کو لے کے جانا اور بچوں کو اجازت دینا ایک یہ ہے کہ آپ اجازت نہیں دیتے آپ نہیں چاہتے پھر بھی اگر کوئی آپ کے قریبی لوگوں میں سے یہ کرتا ہے تو پھر آپ کا اس میں حصہ نہیں ہے اگر آپ خود اس کو اجازت دیتے ہیں یا پیسے دیتے ہیں تو گناہ میں آپ بھی اور میں بھی شریک ہوگئے تو ہمارا کم از کم اس سے بیزاری کا اعلان ہونا ہی چاہئے اور یہاں پھر ساتھ ہی کہا کہ اِن کے لئے دردناک عذاب ہے اب آپ دیکھ لیجئے جو نیک لوگ تھے تو ان کے لئے کیا تھا؟ **وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** اور جو برے لوگ ہیں جو دوسرا کردار ہے ان کے لئے کیا ہے ؟ **أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ** کہ ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے جرم کی مناسبت سے سزا سنائی گئی کہ اللہ کا دین اور اس کی آیات اور اس کے رسول کی جنھوں نے تذلیل کی اللہ ان کو سخت ذلت کرنے والا عذاب دے گا اس آیت کے تحت آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی میں **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** کی فہرست بنائیں کتابوں میں تو بہت سی مل جائیں گی لیکن آپ اپنی زندگی میں **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** کی تعریف کو سمجھ کر اس کی فہرست بنائیں اور پھر دیکھیں کہ 20 جز پڑھنے کے بعد میں 21 جز پہ پہنچ چکی اور کتنی **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** چھوڑ دیئے اور کتنی ایسی ہیں کہ ظالم جو منہ کو لگی ہوئی ہیں چھٹتی ہی نہیں ہے۔

؎ میخانے ہی میخانے! میخانوں میں بت خانے
یا رب ! مرے سجدوں کو لٹنے سے بچا لے چل

اب تو مسجدوں میں بھی بت ہے میرا اور آپ کے سینے کے اندر دل بت ہے خوہشات بت ہیں تو اللہ کے آگے سجدہ کر بھی دیا نمازیں پڑھ بھی لیں لیکن اگر اللہ کا کہنا نہیں مانا تو پھر کیا بات ہے؟

؎ تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

آپ فہرست بنائیں اور پھر یہ نوٹ کریں کہ کتنی **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** کو آپ نے چھوڑ دیا ہے اور کتنی ایسی ہیں جو اب بھی آپ کی زندگی میں باقی ہیں کیوں باقی ہیں آپ کب چھوڑیں گی کیسے چھوڑیں گی کیا کرنا ہے کس وجہ سے ہے جو **لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ** ہے آپ کی زندگی میں میں دوسروں کی بات نہیں کر رہیں ہم سب اپنی اور اپنے گھر اپنے بچوں کی اس کا جائزہ لیں

؎ ادھر ادھر کی تو بات نہ کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں کی خبر نہیں تیری رہبری کا سوال ہے